فی قصصہم عبرة لاولی الالباب

الحمد للہ والمنۃ کہ درین زمان میمنت اقتران و آوان سعادت
توامان این کارنامۂ نادرہ واقعات غریبہ اعنی۔

تواریخ عجیبہ

موسوم بہ

سوانح احمدی

مؤلفہ
جناب مولوی محمد جعفر صاحب تھانیسری مرحوم

بفرمایش ملک محمد الدین صاحب ایڈیٹر رسالہ صوفی پنڈی بہاؤالدین

بلالی سٹیم پریس ساڈھورہ ضلع انبالہ میں باہتمام کرم بخش

جلد ۱۰۰۰
قیمت مجلد دو روپیہ

اللہ رب العزت نے حسب صوابدید وقت قرآن مجید کو ایسی فصیح اور بلیغ زبان عرب میں ایک اُمّی کے مُنہ سے خلق اللہ کو پہونچوایا کہ جس کی فصاحت اور بلاغت کے سامنے سارے فصحا و بلغاء عرب عاجز آگئے - اور باوجود جا بجا قرآن مجید میں للکارنے کے فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ - یعنی ایک سورت ہی مثل اسکے بنا لاؤ - ایک آیت بھی مثل اسکے آجتک کسی سے نہ بنی - گو ہمارے حضرت صلی اللہ پر نبوت ختم ہو چکی ہے - مگر سلسلہ ہدایت حسب قاعدہ قدیم بذریعہ نائبان ختم المرسلین قیامت تک جاری رہیگا - پہلے وقتوں میں جو کام نبی کیا کرتے تھے وہ اس امت میں حسب صوابدید وقت خلیفہ اور مہدی اور امام اور مجدد اور علماء امت انجام دیکر بشارت عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ (یعنی میری امت کے علما مثل انبیاء بنی اسرائیل کے خدمت کو انجام دیا کرینگے) میں داخل ہوتے رہینگے ؎

دیباچہ

یہ سب لوگوں پر ظاہر ہے کہ بارھویں صدی ہجری کے اخیر پر تمامی دُنیا میں عموماً اور ملک ہندوستان میں خصوصاً اسلام پر بہت ضعف آچکا تھا - توحید جو اصل منبعِ اسلام کا ہی برائے نام رہ گئی تھی - گور پرستی تعزیہ پرستی اور دیگر رسوماتِ شرک کا بلا کا زور تھا - بڑے بڑے نامی علماؤں کے گھروں میں صدہا رسومات شرک و بدعت کھلی کھلی ہوا کرتی تھیں - ہزاروں ہندوؤں کی رسمیں بیاہ شادی اور تجہیز و تکفین وغیرہ میں داخل ہو کر مثل فرض و واجب کے ضروری اور لابدی سمجھی جاتی تھیں - کونسی قبر اور چلہ بزرگوں کا تھا کہ جسکا عرس اور میلا مثل گنگا اور جوالا مکھی وغیرہ کے نہ ہو کر کھلا کھلا شرک اور گور پرستی نہ ہوتی ہو - بیوؤں کا نکاح ثانی حرام اور کفر اور خلاف شرافت سمجھا جاتا تھا - یہ رسم بد اس خاندان عالی شاہ عبد العزیز صاحب میں بھی گھس گئی تھی - بیوٹی ؎ کی صحنک خود شاہ صاحب علیہ الرحمتہ کے گھر میں ہوا کرتی تھی - شغل برزخ یعنی تصور تصویر شیخ کا (جو صریح بُت پرستی ہے) مراقبہ میں کرنا خاندان عالی شاہ ولی اللہ صاحب میں بھی جاری تھا - اکثر صوفیوں میں الحاد اور مسئلہ وحدت وجود کا زور ہو گیا تھا - ہر فرد بشر اپنے کو خدا جانتا تھا فقیری اور درویشی کو شریعت سے علیحدہ سمجھ رکھا تھا - مسئلہ تقدیر پر پرلے سرے کا جدال و قتال تھا - کوئی قدریہ کوئی جبریہ ہو بیٹھا تھا - نذر نیاز غیر اللہ ایک عام طریق حصول مطالب کا سمجھا جاتا تھا - مثل خدا تعالیٰ کے بزرگوں کو غیب دان اور ہر جگہ حاضر و ناظر جانتے تھے - بہت سے عقاید رفض اور تفضیل خود سُنیوں میں آگئے تھے - افتخار بکارم آبا و اجداد شریف خاندانوں میں برہمنوں سے بڑھ کر گھُس گیا تھا - تقلید شخصی فرض سمجھی جاتی تھی - مسلمانوں میں سے ہمدردی اور اخوت اسلامی اور میل محبت مفقود ہو چلی تھیں - استماع غنا و مزامیر و اخلاط امارد عمدہ عبادات اور تزکیہ نفس سے سمجھا جاتا تھا - تہذیب اخلاق کا نام نہ رہا تھا - سنتیں مٹتی چلی جاتی تھیں - بدعتوں کا روز بروز غلبہ تھا منطق اور فلسفہ پڑھنے والے مولوی عالم کہلاتے تھے - قرآن و حدیث کا چرچا اُٹھ چلا تھا - مسلمانان در گور و مسلمانی در کتاب کا مضمون پورا پورا صادق ہو گیا تھا - صرف مراقبے مشاہدے اور کشف قبور اور توجہ دینے کو اصل کمال انسانی اور سبیل نجات بلکہ ولایت اور کرامت سمجھے ہوئے تھے - سلوک راہ نبوت جو اصل تعلیم سب پیغمبروں کی تھی اُسکے طریق مفقود ہو گئے تھے اور اسکی قدر و منزلت دلوں سے اُٹھ گئی تھی اور بظاہر سارا ملک ہندوستان کفرستان ہوتا جاتا تھا - پشاور سے لیکر دہلی تک سکھوں کا راج تھا جہاں باواز بلند اذان کہنا اور گاؤکشی جرائم کبیرہ میں داخل تھی - قاتل گائے کو پھانسی کی سزا ہوتی تھی - اُدھر دکن میں مرہٹوں کا زور و شور تھا - وہ حملے کر کے آگرہ اور دہلی تک آپہنچے تھے - اگر خدانخواستہ یہی کیفیت اَور دو ایک صدی رہتی تو اسلام اور کفر ایک ہو جاتا - اسلام کا نام بھی باقی نہ رہتا - مگر جب یہاں تک نوبت گمراہی اور ضلالت کی پہنچ گئی تو برکت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھر رحمت الٰہی جوش میں آئی تو واسطے دُور کرنے خرابیوں کے

؎ یہاں کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ موہمیشہ اس خاندان میں ہی تھیں بلکہ جسقدر ترقی علوم خاندان عالی میں ہوتی گئی یہ بلائیں دفع ہوتی گئیں ۱۲

مولوی عبد الحی صاحب نے وعظ کہنا شروع کیا - چونکہ وعظ میں صرف قرآن و حدیث کا بیان تھا لوگوں پر بہت اثر ہوا بعد وعظ ایک شخص شاگرد مولوی عبد الرحیم صاحب کا اور دو شخص شاگرد مفتی شرف الدین صاحب کے مولوی عبد الحی صاحب سے بحث کرنے لگے اور بحث اسبات کی تھی کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو سہو ہوتا تھا یا نہیں - مولوی عبد الحی صاحب نے جواب دیا کہ جو باتیں متعلق شناخت احکام اسلام اور امور وحی کے تھیں اُن میں حضرت صلعم کو ہرگز سہو نہ ہوتا تھا - مگر بعض افعال عبادت میں کبھی کبھی آپ کو سہو ہوا ہے - بعد سننے اس جواب کے مخالفوں نے اس کی کچھ تردید بیان کی - پھر مولویصاحب موصوف نے اُنکی دلیل کو رد کیا - پھر اُنہوں نے کچھ اور دلیل پیش کی اُسکو بھی مولویصاحب نے باحسن الوجوہ قطع کر دیا - اِس عرصہ میں شیر خدا مولوی اسمٰعیل صاحب شہید بھی وہاں تشریف لے آئے - اُسوقت اُن مخالفوں نے ایک تیسری دلیل عرض کی تو مولوی عبد الحی صاحب نے اُن کی ہٹ دھرمی اور بیجا تعصب کو دیکھکر فرمایا کہ بھائیو جو قرآن و حدیث میں آیا ہے وہ ہم تمکو بتلا چکے اب تم کو اختیار ہے چاہو مانو یا نہ مانو اُسوقت سید صاحب نے اُن مخالفوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ بھائیو میری طرف متوجہ ہو میں تم کو سمجھائے دیتا ہوں - اُن لوگوں نے کہا کہ آپ صاحبزادے ہیں اور یہ علمی تقریر ہے آپ کیسے سمجھا دینگے - اِس عرصے میں نماز عصر کی تکبیر ہو گئی اور بعد نماز کے وہ مخالف چپ چاپ چلے گئے - لیکن بعد تشریف بری سید صاحب کے وہ تینوں طالب علم غضب الٰہی میں مبتلا ہو کر تھوڑے عرصے میں تباہ اور برباد ہو گئے - تب میں نے جانا کہ بوجہ مقابلۂ حق اور بے ادبی مرشد برحق کے اُنپر عذاب الٰہی نازل ہوا

وہی مولف لکھتے ہیں کہ مولوی غلام جیلانی صاحب جو اکابر علمائے رامپور سے تھے سید صاحب سے بیعت کر کے ہر طرح کے فیض سے فیضیاب ہوئے اور رامپور کی خلافت بھی سید صاحب نے اُنہیں کو دی تھی - جب مولوی غلام جیلانی صاحب پر نزع کی حالت پہونچی تو اُنہوں نے آثار رحمت الٰہی کے دیکھ کر مجمع عام میں فرمایا تھا کہ سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرنا اسوقت میرے کام آگیا - اور میں اپنی مراد کو پہنچگیا اور اِس گفتگو کے تھوڑی دیر بعد مولوی غلام جیلانی صاحب کا انتقال ہو گیا ۔

ولائتیوں کی زبانی سکھوں کا ظلم سُنکر آپکا ارادہ جہاد سکھوں پر کرنا

وہی مؤلف لکھتے ہیں کہ جن ایام میں سید صاحب رامپور میں رونق افروز تھے کئی ولائتی افغان رامپور میں آئے اور اُنہوں نے ایک بڑا دردانگیز قصہ سید صاحب کے روبرو اسطرح بیان کیا کہ ہم اپنے اثنائے راہ ملک پنجاب میں ایک کنوئیں پر پانی پینے کو گئے تھے ہمنے دیکھا کہ چند سکھنیاں یعنی سکھوں کی عورتیں اُس کنوے پر پانی بھر رہی ہیں ہم لوگ دیسی زبان نہیں جانتے تھے ہمنے اپنے مونہوں پر ہاتھ رکھ کر اُن کو اشاروں سے بتلایا کہ ہم پیاسے ہیں ہمکو پانی پلاؤ - تب اُن عورتوں نے اِدھر اُدھر دیکھ کر پشتو زبان میں ہم سے کہا کہ ہم مسلمان افغان زادیاں فلانے ملک دور بستی کے رہنے والی ہیں - یہ سکھ لوگ ہم کو زبردستی پکڑ لائے اور سکھنیاں بنا کر اپنی جوروئیں کر لیا ہے - یہ سنکر ہم کو بہت رنج ہوا کہ مسلمان عورتیں جبراً اسطرح سے کافر بنائی جاویں - اے سید صاحب آپ ولی اللہ ہو کچھ ایسا فکر کرو کہ اِنکو اُنکے اِس کفر سے نجات ملے - تب سید صاحب نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم عنقریب سکھوں سے جہاد کرینگے

پھر وہی مؤلف لکھتا ہے کہ رامپور میں سید رفیع الدرجات نام ایک بڑا شاعر تھا میں نے اُس سے کہا کہ ہمارا شجرہ نظم کر دو تب اُسنے کہا کہ اگر آپ کسی اَور کے مرید ہوتے تو میں آپکا شجرہ ضرور نظم کر دیتا مگر آپ سید صاحب کے مرید ہو اسواسطے بلا حکم و اجازت سید صاحب کے میں آپ کا شجرہ نظم نہیں کر سکتا - میں نے سید صاحب سے یہ سارا حال بیان کر کے شجرہ کے نظم کرنے کی اجازت چاہی - تب سید صاحب نے فرمایا کہ اے پٹھان بھائی آدمی کو

آگے کو روانہ ہوئے - اور جسقدر روپیہ کیضرورت تھی سب اُسی قصبہ دلمئو سے بلا طلب جمع ہوگیا +

جس وقت کشتیوں پر اسباب لادا جاتا تھا اُسوقت آپکو معلوم ہوا کہ فلانی کشتی جسمیں سارے قافلہ کا اسباب لادا گیا ہے دریا میں غرق ہوجاویگی - اُسوقت آپکے واسطے ایک دوسری کشتی سواری کے لیے تجویز ہوئی تھی - آپنے شان الٰہی معلوم کرکے اُس اسباب والی کشتی کا اسباب نکلوا کر اُسمیں آپ سوار ہوگئے اور اپنی سواری والی کشتی میں اسباب لدوا دیا - کہ اگر یہ کشتی ڈوبیگی تو غریباؤں کا اسباب تو ضائع نہ ہوگا مجھ کو لیکر ڈوبے تو ڈوبے اسکی مجھ کو کچھ پروا نہیں ہے جب اُس ڈوبنے والی کشتی میں آپ سوار ہوگئے تو پھر آپ کو غیب سے بشارت ہوئی کہ اب یہ کشتی ڈبائی نہ جائیگی - تب آپ نے شکر الٰہی ادا کیا اور آگے کو روانہ ہوگئے +

ابھی آپ کشتی پر سوار نہ ہوئے تھے کہ شیخ **منظر علی** صاحب ساکن دھمدمہ جو بمقام دلمئو آپ کے استقبال کے لیے آئے ہوئے تھے منظر ہوئے کہ آوازہ تشریف آوری حضور کا مُنکر عرصہ سے سامان دعوت تیار ہے اور دھمدمہ میرا مکان یہاں سے قریب پانچ کوس کے برلب دریائے گنگ واقع ہے - اگر حضور میری دعوت کو قبول فرماکر وہاں تک قدم رنجہ فرمائیں تو عین بندہ نوازی ہے - حضرت نے قبول فرمالیا اور شیخ منظر علی صاحب اسیوقت گھوڑے پر سوار ہوکر براہ خشکی اپنے مکان کو تشریف لیگئے اور حضرت مع قافلہ بسواری کشتی محاذی دھمدمہ کے پہونچ گئے - قریب پہر رات گئے شیخ منظر علیصاحب مع طعام سارے قافلے کے حاضر ہوئے - کھانا اس کثرت سے تھا کہ سارا قافلہ سیر ہوکر ناشتہ کیواسطے بھی بچ رہا - صبح کو قریب تین سو آدمیوں کے بیعت سے مشرف ہوئے - پھر لنگر وہاں سے اُٹھایا گیا جب کشتی محاذی موضع ڈگڈگی کے پہونچی تو شیخ **محمد شاہ** مع اپنے فرزند محمد کفاہ کے کنارہ دریائے گنگا پر کھڑے ہوئے باواز بلند کشتیوں کو اپنی طرف بلارہے تھے - حسب الایما سید القافلہ کشتیاں کنارہ پر پہونچیں تو اُسوقت وہ دونوں صاحب کشتیوں میں چڑھ آئے - اور حضرت سے مصافحہ معانقہ کرکے عرض کیا کہ مدت سے خبر تشریف آوری حضور کی سُنکر اسباب مہمانی کا تیار کر رکھا ہے اور دُور دُور سے بہت سے آدمی آکر بامید حصول بیعت ہمارے مکان ڈگڈگی میں جمع ہیں اگر دو تین روز یہاں قیام فرمائیں تو عین بندہ نوازی ہے - تب حضرت نے قیام کرنے کا حکم دیا سب اہل قافلہ کشتیوں سے اتر پڑے - شام کو بہت آدمی آپکی بیعت سے مشرف ہوئے - اُس بستی میں بہت سے چبوترے امام حسین رضؓ کے نام سے بنے ہوئے تھے حضرت نے معلوم کرکے اُنکے گرا دینے کا حکم دیا - اُن لوگوں نے اُسی شب تاریک میں پھاوڑہ اور بیلچے اپنے گھروں سے لاکر فوراً اُن نشانات شرک کو گرا کر زمین کے ہموار کردیا - اور بہت سی علم اور شدے اور پنجے وغیرہ اُن کے گھروں میں موجود تھے سب کو توڑ پھوڑ کر اُسکی چاندی بقدر دو سَو روپیہ کے تھی حضرت کے حوالہ کرکے کہا کہ یہ مال پہلے نذر شیطان کا تھا - اب آپکے ذریعہ سے اصلی طور پر روح پُر فتوح حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہونچا ،،

ایک انگریز کا سارے قافلہ کی دعوت کرنا

دوسرے دن قریب شام کے اُس گاؤں سے رخصت ہوکر کشتیوں پر پہونچے - اُسوقت حضرتؒ نے کھانا پکوانے کا حکم دیا - لوگوں نے عرض کیا کہ یہاں سے کنارہ آدھ کوس ہے اور ابر محیط ہو رہا ہے راہ میں کیچڑ پانی اسقدر ہے کہ راہ چلنا محال ہے اسوقت کھانا پکانے کا بندوبست نہیں ہوسکتا - اُس رات سارے قافلے میں مع عورتوں اور بچوں کے فاقہ کا سامان تھا - ہر ایک خاموش اور شاکر و صابر تھا - جب نماز عشا کی ہوچکی اُسوقت دیدبانوں نے عرض کیا کہ فاصلۂ دور دراز سے دو تین مشعلیں اسطرف کو آتی ہوئی نظر آتی ہیں - آتے آتے جب مشعلیں کنارہ کے نزدیک پہونچی تو دیکھا کہ ایک انگریز گھوڑے پر سوار بہت سا کھانا قسم قسم کا بہنگیوں میں کھوائے ہوئے چلا آتا ہے -

اُس نے کشتی کے نزدیک آکر پوچھا کہ پادری صاحب کہاں ہیں - جب حضرت نے کشتی میں سے جواب دیا تو وہ گھوڑی سے اُترکر
اور اپنی ٹوپی سر سے اُتار کر بہت ادب سے حضرت کے سامنے کشتی میں آیا اور بعد سلام و مزاج پُرسی کے عرض کیا کہ تین روز سے
میں نے نوکر واسطے لانے خبر تشریف آوری حضور اِسطرف تعینات کر رکھے تھے - سو آج اُنہوں نے مجھ کو خبر دی -
سو یہ ماحضر واسطے حضور اور کل قافلے کے تیار کر کے لایا ہوں براہ بندہ نوازی اِسکو قبول فرمائیں - حضرت نے اپنے
آدمیوں کو حکم دیا کہ فوراً وہ کھانا اپنے برتنوں میں لیکر قافلے میں تقسیم کردو - قریب دو گھڑی تک وہ انگریز حضور
میں حاضر رہا اور پھر رخصت لیکر مع اپنے آدمیوں کے واپس چلا گیا - وہ انگریز ایک نیل کا سوداگر تھا اُسی کنارہ کے
قریب اُسکا نیل کا کارخانہ تھا اِس تقریب سے وہ دہاں سکونت رکھتا تھا - اور در اصل اِس قافلہ کو اللہ نے اِس رات
بھوکا نہ رہنے دیا - اور اپنی قدرت ظاہر کرنے کو ایک نصرانی غیر ملک کے آدمی کے ہاں سے کھانا پہنچوا دیا - وہاں سے
چلکر رام چورہ کے گھاٹ پر لنگر ڈالا گیا - اُس گھاٹ پر شیخ حسن علی جو ایک مریدانِ خاص حضرت سے تھے پہلے سے
منتظر کھڑے تھے - اُنہوں نے تین روز تک سارے قافلے کی دعوت کر کے چوتھے روز آپ بھی مع اہل و عیال خود
بارادۂ حج بیت اللہ شمول قافلہ ہو گئے - اُسدن ایک زمیندار موضع دجینی کا سارے قافلے کی دعوت کا سامان لایا

الہ آباد میں شیخ غلام علی صاحب کی فیاضی کا بیان

پانچویں روز وہاں سے لنگر اُٹھاکر برواگھاٹ پر شہر الہ آباد میں لنگر ڈالا گیا اور سارا قافلہ مع زن و بچہ حسب تجویز
شیخ غلام علیصاحب کے راجہ اودت نرائن کی بارہ دری میں جو برلب دریا تھی فروکش ہوا -
الہ آباد میں پندرہ روز تک شیخ غلام علیصاحب نے سارے قافلہ کی دعوت کی - شیخصاحب ایکہزار روپیہ روزانہ
دعوت قافلہ پر خرچ کر کے عمدہ عمدہ کھانے پکوا کر کھلاتے تھے اور کھانا بھی اِس کثرت سے آتا تھا کہ صدہا مساکین
الہ آباد کے پندرہ روز تک قافلہ کے ساتھ ہی کھاتے رہے - الہ آباد تک پہونچنے میں تعداد مردانِ قافلہ کی سات سو
ہو گئی تھی - شیخ غلام علیصاحب نے تیرہ عدد خیمے اور ہر ایک حاجی کے واسطے ایک ایک جوڑہ پارچہ احرام اور ہر ایک
اہل قافلہ کیواسطے ایک ایک روپیہ نقد اور حضرت کے قرابت داروں کیواسطے دس دس روپے نقد اور خود حضرت
کیواسطے چار ہزار پانچسو روپے نقد نذر کیے - یہاں الہ آباد میں بھی ہزارہا خلقت آپکی بیعت سے مشرف ہوئی -
شاہ اجمل صاحبؒ کے تکیہ والے مشہور مشایخوں میں سے بہت لوگ آپ کے مرید ہوئے ؛
دو تین ہفتے کے بعد الہ آباد سے رخصت ہو کر مرزا پور میں لنگر ڈالا گیا - وہاں شیخ **عبد اللطیف** صاحب سوداگر
نے ایک ہفتہ تک سارے قافلہ کی مہمانی بڑی دھوم دھام سے کی - چار ہزار روپے نقد حضرت کو نذر کیے اور خود بھی
بارادۂ حج شریک قافلہ ہو گئے - یہاں بھی ہزارہا خلقت کو آپکی بیعت سے مشرف ہوئی - بعد ایک ہفتہ کے مرزا پور
سے روانہ ہو کر دو تین روز چنار گڑھ میں قیام رہا اور وہاں سے چلکر داخل شہر بنارس ہوئے - چونکہ اِس شہر میں آپکے
مرید اور مخلص کثرت سے موجود تھے اور بوجہ شدت بارش کے موسم بھی قابل سفر دریا کے نہ تھا اسواسطے ایک ماہ تک
بنارس میں قیام کیا گیا - دونو وقت سارے قافلے کی دعوتیں ہوتی تھیں - **حیات النسا بیگم** اور شاہزادگانِ
خاندان تیموریہ جو پہلے سے آپ کے مریدوں میں سے تھے بڑی تواضع سے پیش آئے - نماز عید الضحیٰ بھی اِس شہر میں
ہوئی اور گوشت قربانی اِس کثرت سے جمع ہوا تھا کہ سوای مردمانِ قافلہ کے صدہا باشندگانِ بنارس اُسی گوشت
کو تین روز تک کھاتے رہے ؛

مولوی حافظ اکرام الدین صاحب کے مرید ہونے کا قصّہ

صاحب مقالات طریقت لکھتا ہے کہ ایک شخص حافظ اکرام الدین نام جس نے صرف میر قطبی تک اور ترجمہ ختم الاحمد مولوی

خاکِ پاے تیرے اکسیر کو ہے کیا نسبت
آدمی کو تو فرشتہ کرے وہ مس کو زر

فیض سے تیرے ہوا دم میں وحیدِ دوراں
جس نے دروازہ پہ تیرے کیا آکر بستر

رکنِ دین مولوی عبد الحیؒ و شاہ اسمعیلؒ
فیض سے تیرے ہوئے کاملوں کے سردفتر

تیری صحبت نے ملائک کی کری خاصیت
گو کہ ظاہر میں نظر آتے ہیں ہمشکل بشر

حق میں کفاروں کے ضیغم کیطرح ہے خونخوار
مؤمنوں کے ہے وہ شفقت میں پدر سے بہتر

فخرِ ابناءِ زماں قبلۂ اربابِ صفا
کعبۂ اہلِ یقیں دادرسِ ہر مضطر

ذات سے تیری یتیموں کو بہت تقویت
زنِ بیوہ کے تو حق میں ہے سحابِ ممطر

تھا غضب ظلم کہ بیوہ نہ کرے عقدِ نکاح
کھوئی یہ رسمِ زبوں رحمتِ حق ہو تجھ پر

جسمیں راضی ہو خدا ہے وہی اُنکو منظور
آبرو کا نہ اُنہیں خوف نہ کچھ جی کا ڈر

جو مسلمان کرے اُن سے ذرا سا بھی سلوک
اُسکے بدلے میں نہ کوئی کرے اُن سے بہتر

کیوں منافق نہو صورت کو تری دیکھ کے غش
ٹھیرے کس طور سے خورشید کے آگے شپر

حق تعالی کرے اقبال ترا روز افزوں
تیرے انصاف سے آباد ہوں ساتوں کشور

تجھ پہ ہر لحظے بلا ریب ہے امدادِ خدا
جلوہ گر ذات ہے تیرے ہے عجائب مظہر

چاہ بیژن میں گرے یا چہ بابل میں پڑے
کھائے دشمن ترا اسطور کی بیڈھب ٹھوکر

مونہہ میں دشمن کے تری قند ہو حنظل کا مزا
ہو محبوں کے دہن میں تیری حنظل شکر

نوشدارو بھی اگر کھاوے بامید شفا
مونہہ میں دشمن کے تیری ہوی بجای کنکر

یوں کہا غیب سے ہاتف نے یہ حج ہے منظور ۱۲۳۷
فکرِ تاریخ میں جب بیٹھے کیا اینے سر

اور گھر آنے کی تاریخ میں یہ بیت پڑھی
تہنیت دے کے مجھے اور تبسم کرکر

حاجیانِ حرمِ کعبہ بہ آدابِ مجید
آئے حج کرکے بڑی دھوم سے اپنے گھر

ہو حسن بھی تیرے الطاف سے ممنون سدا
رہے جمعیتِ باطن سے نہایت خوشتر

سکھوں پر جہاد کا وعظ شروع ہونا

وطن میں پہونچکر کچھ عرصہ تک تو مرمت مکانات میں جو آپکی ایام غیر حاضری میں ٹوٹ پھوٹ گئے تھے آپ مصروف رہے۔ اُس سے فارغ ہوکر سفر جہاد کی تیاری کرنے لگے اور مولانا محمد اسمعیل شہیدؒ اور مولوی عبد الحی صاحب وغیرہ علماء کو واسطے بیان کرنے مضامین ترغیب ہجرت اور جہاد کے اطراف ہندوستان میں روانہ کردیا گیا۔ اسوقت سید صاحبؒ کے مکان پر بجائے مراقبہ اور مشاہدہ اور توجہ دہی کے فضیلت ہجرت اور جہاد کا بیان اور تلوار و بندوق کی صفائی اور قواعد و چاندماری اور گھوڑدوڑ ہوا کرتی تھی۔ اب بجائے صوفی و درویش کے ہر شخص سپاہی بنگیا۔ تسبیح کے عوض ہاتھ میں تلوار اور فراخ جُبہ کی جگہ چست الخالق اور پیجدار سربند لباس ہوگیا۔ جن لوگوں نے آپکے تابعین کو پہلے بصورت درویشانہ اور اب بلباس و وضع سپاہیانہ دیکھا تو اُن کو سخت حیرت تھی۔ اِن دنوں میں جو کوئی تحفہ تحائف آپکے لیے لیکر آتا تو اکثر ہتھیار یا گھوڑے ہوتے تھے۔ اِنہی دِنوں میں شیخ فرزند علی صاحب غازیپور زمنیا سے دو نہایت عمدہ گھوڑے اور بہت سی وردی کے کپڑے اور چالیس جلد قرآن مجید تحفۃً لیکر آئے۔ اور سب سے عجیب

تحفہ جو شیخ صاحب موصوف لیکر آئے وہ امجد نام اُن کا ایک نوجوان بیٹا تھا جسکو اُنہوں نے مثل حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے راہِ خدا میں نذر کر کے سیّد صاحبؒ کے حوالہ کر دیا اور عرض کیا کہ اسکو اپنے ساتھ لیجائیے اور تیغ کفار سے اسکی قربانی کرائیے۔ اسوقت ہر شہر و قصبہ و گاؤں برٹش انڈیا (یعنی انگریزی عملداری واقع ہند) میں علانیہ سکھوں پر جہاد کرنے کا وعظ ہوتا تھا۔ مگر براہ دُور اندیشی معرفت شیخ غلام علی صاحب رئیس اعظم الہ آباد کے نواب لفٹنٹ گورنر بہادر اضلاع شمالی و مغربی کو بھی اس تیاری جہاد سکھوں کی اطلاع دی گئی تھی۔ جسکے جواب میں صاحب ممدوح نے یہ تحریر فرمایا کہ جب تک انگریزی عملداری میں کسی فتنہ و فساد کا اندیشہ نہ ہو ہم ایسی تیاری کے مانع نہیں۔ اسکے بعد جب سیّد صاحب ملکِ یاغستان میں پہونچکر سکھوں سے جہاد میں مصروف تھے اُسوقت ایک ہنڈوی سات ہزار روپیہ کی جو بذریعہ ساہو کاران دہلی مرسلہ مولوی محمد اسحٰق صاحبؒ بنام سیّد صاحبؒ روانہ ہوئی تھی ملک پنجاب میں وصول نہ ہونے پر اُس سات ہزار روپیہ کی واپسی کا دعویٰ عدالت دیوانی میں دائر ہو کر ڈگری ہوا اور پھر بہنگام اپیل عدالت عالیہ دیوانی (ہائیکورٹ) آگرہ میں بھی حکم ڈگری بحق مدعی بحال رہا ❖

سیّد صاحبؒ سے ایک مشکل خلجان مراقبہ وحدانیت کا رفع ہونا

مولوی مرتضیٰ خانصاحب لکھتے ہیں کہ جب سیّد صاحبؒ حج کو تشریف لیگئے تو اُنکی غیبت میں مراقبہ وحدانیت میں مجھ کو بہت خلجان ہوا کرتا تھا۔ الحاد کی نوبت پہونچنے والی تھی اور سب سے زیادہ مشکل یہ تھی کہ اُسکے ترک کرنے کا بھی مجھے اختیار نہ رہا تھا۔ رام پور وغیرہ کے سب صوفیوں اور درویشوں سے اس خلجان کا علاج پوچھتا پھرتا تھا کسی سے اس درد کی دوا نہ بن آئی۔ ایک باکمال درویش نے مجھ سے یہ کہا کہ خانصاحب سوائے سیّد صاحب کے اس خلجان کا علاج کسی سے نہو سکیگا۔ کیونکہ اسوقت ساری دُنیا کے صوفی اور درویش مثل ستاروں کے ہیں۔ اور سیّد صاحب مثل آفتاب کے۔ سو جسوقت آفتاب طلوع ہوتا ہے سب ستارے چھُپ جاتے ہیں۔ تم کو چاہیئے کہ سیّد صاحب کی خدمت میں جاؤ۔ میں لاچار ہو کر سیّد صاحبؒ کی تلاش میں کانپور تک گیا۔ وہاں جا کر مجھے معلوم ہوا کہ سیّد صاحبؒ حج سے تشریف لے آئے تب میں بریلی آپکی خدمت میں حاضر ہوا۔ سیّد صاحب نے مجھ کو دُور سے دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا آؤ پٹھان بھائی آؤ۔ جب میں نزدیک گیا تو مجھ کو سینۂ مبارک سے لگایا۔ بس میرا آپکے سینۂ انوار خزینہ سے ملنا تھا کہ وہ خلجان فوراً جاتا رہا ❖

اسوقت تقریباً دو ہزار شمشیر زن آپکے پاس جمع ہو گئے تھے۔ جن کو آپنے تین جماعت کر کے ٹونک کو روانہ کر دیا۔ مولوی عبدالحی صاحبؒ اور مولوی محمد اسمٰعیل صاحبؒ وغیرہ خلفاء بھی اپنی اپنی خدمت ترغیب جہاد و ہجرت پوری کر کے آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے تھے۔ اب آپ بارادۂ جہاد بریلی سے طرف ٹونک کے روانہ ہوئے ان دنوں میں بیعت بھی ہجرت اور جہاد پر ہوا کرتی تھی۔ اگر لوگوں کو خطوط لکھے جاتے تو اُن میں بھی یہی مضمون ترغیب ہجرت اور جہاد کا ہوتا تھا۔ راہ میں بھی اسی ترغیب کا وعظ فرماتے ہوئے آپ ٹونک میں پہونچے ❖

صاحب مقالات طریقت لکھتے ہیں کہ ان ایام میں آپکے علم لدنّی کی یہ کیفیت تھی کہ مولانا محمد اسمٰعیلؒ اور مولوی عبدالحیؒ جیسے فاضل اجل اپنے مشتبہات علمی آپ سے حل کیا کرتے تھے۔ ایکدن آپنے مولوی وحید الدین صاحب سے فرمایا کہ تم مجھ سے کوئی علمی بات نہیں پوچھتے۔ اُنہوں نے عرض کیا کہ جو مجھ کو مشکل ہوتی ہے اپنے اُستاد مولوی محمد اسمٰعیل صاحب سے دریافت کر لیتا ہوں۔ اور میرا کیا حوصلہ اور لیاقت جو آپ سے پوچھوں۔ آپنے باصرار تمام ارشاد فرمایا کہ کچھ تو دریافت کرو۔ اُسوقت بمجبوری مولوی حمید الدین صاحب نے عرض کی کہ غسل کے مقدمہ میں دو حدیثیں آپس میں

معارض آئی ہیں پہلی حدیث اِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ (یعنی انزال ہو غسل واجب ہوتا ہی) اور دوسری حدیث اِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَوَجَبَ الْغُسْلُ (یعنی جب مرد کی شرمگاہ عورت کی شرمگاہ میں داخل ہوئی تو غسل واجب ہوگیا) اِن دونوں حدیثوں میں توفیق کسطرح ہے۔ سید صاحب نے فرمایا کہ ان کی توفیق تو بہت آسان ہے۔ کیونکہ پہلی حدیث خواب سے تعلق رکھتی ہی یعنی جب خواب میں انزال ہو تب غسل واجب ہوتا ہے نہ صرف دخول دیکھنے سے۔ اور دوسری حدیث بیداری سے تعلق رکھتی ہے اور دونوں حدیثوں کا مطلب صحیح ہے پھر مولوی وحید الدین صاحب نے پوچھا کہ اَلْحَجَرُ الْاَسْوَدُ یَمِیْنُ اللّٰهِ فِی الْاَرْضِ یُصَافِحُ بِهَا عِبَادَهٗ كَمَا يُصَافِحُ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ (یعنی حجر اسود مثل اللہ تعالیٰ کے دہنے ہاتھ کے زمین پر ہی۔ اُس ہاتھ سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سی مصافحہ کرتا ہے جیسے کوئی تم سے اپنے بھائی سے مصافحہ کرتا ہے) اِس حدیث کا مطلب کیا ہے آپ نے فرمایا کہ یہ حدیث متشابہات سی ہے جیسے یَدْ اور وَجہ قرآن و حدیث میں آیا ہے ویسے ہی یہ بھی ہے اور دوسری بات اُس میں یہ ہے کہ کعبہ عوام کیواسطے ثواب کی جگہ ہے جیسے کہ فرمایا ہے مَثَابَةً لِّلنَّاسِ (یعنی ثواب کی جگہ واسطے لوگوں کے) سو وہاں جانے اور طواف کرنے سے گناہ دُور ہوتے ہیں اور ثواب حاصل ہوتا ہے۔ اور خواص کو ایک نسبت خاص ہی جو عوام کو نصیب نہیں۔ پس اُس نسبت کو اِسطرح پر سمجھنا چاہئیے کہ جب مرید مرشد کے روبرو بیٹھتا ہے اور مرشد کے انوار اور برکات حسب استعداد مرید کے مرید پر اثر کرتے ہیں تو مرید کا باطن انوار سے مالامال ہوکر ذوق و شوق سے بیقرار ہو جاتا ہے پس مرید بیساختہ چاہتا ہے کہ مرشد پر فدا ہو جائے اور قدم چومے۔ مرشد اُسکا شوق و ذوق دیکھ کر اپنا ہاتھ بڑھا دیتا ہے تاکہ وہ بیقرار دست بوسی کرکے اپنی تسکین کرلے۔ اسی طرح پر ارباب نسبت جب طواف میں مشغول ہوتے ہیں تو اُن کا باطن شوق و ذوق سی نہایت بیقرار ہو جاتا ہی وہ لوگ اسوقت حجر اسود کا بوسہ لیکر اپنی تسکین کر لیتے ہیں ✢

سیّد صاحبؒ کے سکھّوں پر جہاد کرنیکی وجہ

یہ بھی ایک صحیح روایت ہی کہ جب آپ سکھوں سے جہاد کرنے کو تشریف لیجاتے تھے کسی شخص نے آپسے پوچھا کہ آپ اتنی دُور سکھوں پر جہاد کرنیکو کیوں جاتے ہو انگریز جو اِس مُلک پر حاکم ہیں اور دین اسلام سی کیا مُنکر نہیں ہیں گھر کے گھر میں اِن سی جہاد کرکے مُلک ہندوستان لیلو یہاں لاکھوں آدمی آپکا شریک اور مددگار ہوجاویگا۔ کیونکہ سینکڑوں کوس سفر کرکے سکھوں کے ملک سے پار ہوکر افغانستان میں جانا اور وہاں برسوں رہکر سکھوں سے لڑنا یہ ایک ایسا امر محال ہی جسکو ہم لوگ نہیں کر سکتے۔ سیّد صاحبؒ نے جواب دیا کہ کسی کا ملک چھین کر ہم بادشاہت کرنا نہیں چاہتے۔ نہ انگریزوں کا نہ سکھوں کا ملک لینا ہمارا مقصد ہی۔ بلکہ سکھوں سی جہاد کرنیکی صرف یہی وجہ ہے کہ وہ ہمارے برادران اسلام پر ظلم کرتے اور اذان وغیرہ فرائض مذہبی ادا کرنے کے مزاحم ہوتے ہیں اگر سکھ اب یا ہمارے غلبہ کے بعد اِن حرکات مستوجب جہاد سے باز آجاوینگے تو ہم کو اُن سی لڑنیکی ضرورت نہ رہیگی۔ اور سرکار انگریزی گو منکر اسلام ہے مگر مسلمانوں پر کچھ ظلم اور تعدی نہیں کرتی اور نہ اُن کو فرض مذہبی اور عبادت لازمی سے روکتی ہی۔ ہم اُنکے ملک میں علانیہ وعظ کہتے اور ترویج مذہب کرتے ہیں وہ کبھی مانع اور مزاحم نہیں ہوتی۔ بلکہ اگر ہم پر کوئی زیادتی کرتا ہے تو اُسکو سزا دینے کو تیار ہیں۔ ہمارا اصل کام اشاعت توحید الٰہی اور احیاء سنن سید المرسلین ہی سو ہم بلا روک ٹوک اِس ملک میں کرتے ہیں پھر ہم سرکار انگریزی پر کس سبب سے جہاد کریں اور خلاف اصول مذہب طرفین کا خون بلا سبب گراویں۔ یہ جواب باصواب سنکر سائل خاموش ہوگیا اور اصلی غرض جہاد کی سمجھ گیا

کے ہو جائے کہ جس کو کسی نے پکڑ کر دریائے زخار کے اوپر لٹکا رکھا ہے۔ پس جب وہ شخص دریا کو دیکھتا ہے تو معلوم کرتا ہے کہ میں گرا اور غرق ہوا۔ اور جب آسمان کو دیکھتا ہے تو وہاں تک اپنا پہنچنا محال نظر آتا ہے پس ثبات اور حیات اپنی سوائے اُس شخص کے کہ جس نے اُسکو لٹکا رکھا ہے کسی کے ہاتھ میں نہیں دیکھتا ہے۔ پس تبدیل ہو جاتا ہے کہ جب تک وہ میرا ہاتھ پکڑے ہوئے ہے امواج بحرِ زخار اور گرد بادِ ہوا مجھ کو کچھ ضرر نہیں پہونچا سکتی۔ اور جب اُس نے میرا ہاتھ چھوڑا تو ہر ایک چیونٹی اور مکھی اور ایک چھوٹی سی موجِ دریا اور ایک ہلکا سا جھوکا میری ہلاکت کے لیے کافی ہے۔ اسی واسطے بزرگانِ اِس طریق نے سلاطین جابرہ سے باوجود قلت اپنے مددگاروں کے کھلم کھلا مقابلہ کیا ہے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السّلام کا مقابلہ فرعون جیسے زبردست بادشاہ سے مشہور ہے۔ اور اِس جزو زمان میں جب مقدمہ خادمانِ سید صاحبؒ عدالت انبالہ میں پیش ہوا تو وہ مسلمان ملزم بھی بلا خوف ایسی بہادری اور جرارت سے حاکمِ عدالت کو جواب دیتے رہے کہ جنکو سنکر سامعین حواس باختہ ہوئے جاتے تھے۔ پس جب مراقبہ عظمت کا اپنے کمال کو پہنچ جاتا ہے تو توکّل کی اصل اور روح اُن کے ہاتھ آجاتی ہے۔ اور بعض بزرگ اِس مقام پر پہنچکر اہلِ خدمات سے مقرر ہو جاتے ہیں ٭

میں نے یہاں تک سلوک راہِ نبوت اور سلوک راہِ ولایت کا ایک لبِّ لباب آپکی تعلیمات عجیبہ سے منتخب کرکے لکھدیا ہے جس کو زیادہ شوق ہو وہ صراط المستقیم آپ کے اصلی ملفوظات کا ملاحظہ کرے ٭

حصۂ سوم

اب میں آپکی درویشانہ تعلیمات کو بیان کرنے کے بعد آپکی سپاہیانہ اور بہادرانہ کارروائیوں کا ذکر شروع کرتا ہوں۔ ناظرین نے اِس سوانح کے شروع (صفحہ) میں پڑھا ہوگا کہ اِس سفر جہاد سے سات برس پہلے جب آپنے بمقام رامپور چند نو آمد ولایتوں کی زبانی کئی مسلمان عورتوں کو سکھوں کا زبردستی کافر کرکے اپنی جورو بنا لینے کا حال سنا تھا اُسیوقت بوجہ حمیّتِ اسلامی اور دردِ ایمانی آپکا خون جوش مار رہا تھا اور آپ دل سے چاہتے تھے کہ کسی طرح مسلمانانِ پنجاب کو سکھوں کے ہاتھوں سے نجات حاصل ہو۔ اب بعد ادائے حج جب کسیقدر مسلمان آپکے ساتھ سر دینے کو تیار ہو گئے تو آپنے محض فی سبیل اللہ ایک زبردست قوم سکھوں سے جن سے اُسوقت سرکار انگریزی بھی احتیاط کرتی تھی جہاد کرنے اور مسلمانان پنجاب کے واسطے اپنی جان دینے کا ارادہ کیا۔ اُسوقت آپکے ساتھ قریب دس بارہ ہزار ہندوستانی کے جان نثار ہو گئے تھے جنہوں نے آپکے پسینے پر اپنا خون بہانے کا عہدِ واثق آپکے ساتھ کر لیا تھا۔ ۱۲۴۱ھ ہجری کے شروع میں آپ براہ تھانیسر (جائے ولادت جامع کتاب ہذا) مالیر کوٹلہ۔ ممدوٹ۔ بہاولپور۔ حیدرآباد سندھ۔ شکارپور۔ جاگن۔ خان گڈھ۔ درۂ ڈھاڈر۔ درۂ بولن۔ پشین قندھار۔ کابل۔ پھر براہ درۂ خیبر داخلِ پنجاب ہو کر پشاور آئے۔ اور پشاور سے ہشت نگر واقع ملک یوسف زئی میں پہنچکر کچھ عرصہ تک موضع خویشگی میں ٹھیرے۔ پھر نوشہرہ کو تشریف لے گئے۔ مورخوں نے جو آپکے ہمراہ رکاب تھے آپ کے اِس دور دراز سفر کے ہر ایک مقام کا حال اور ہر ایک مقام پر ہزارہا خلقت کا آپکے ہاتھ پر بیعت کرکے آپکی اطاعت کرنا بڑی وضاحت اور صراحت کے ساتھ لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن جنگی اقوام میں سے جو آپکی راہ میں پڑی تھیں لاکھوں خلقت آپکے ساتھ سر دینے کو تیار ہو گئی تھی۔ جب آپ ملک یوسف زئی میں پہنچے تو تمام ملک کے مرد اور عورت مثل پروانہ کے آپ پر فدا ہونے لگے۔ جس شتر پر آپ سوار ہو کر وہاں پہنچے تھے

ہزار ہا عورتیں اُسکے زین پوش کے جھالر کے تار تبرکاً لیگئیں - اور جب تار باقی نہ رہے تو اُس اونٹ کی پشم کے بال
تبرکِ خلایق بنگئے - اور کوئی اونٹ کے پاؤں کے نیچے کی خاک اپنے سر اور آنکھوں کو ملتا تھا - پہلا مقام جسنت نگر میں
میں ہوا جہاں تین تین غازیوں میں ایک ایک تا لوٹ غلہ بطور رسد تقسیم ہوا - باوجود اِس عسرت کے پھر بھی ہر
شخص نہایت شاداں و فرحاں تھا - سید صاحبؒ نے جماعت مجاہدین سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ تم لوگ کھانے پینے
کی نسبت کچھ تشویش اور فکر نہ کرو وہ پیدا کرنیوالا خزانۂ غیب سے تم کو برابر روزی پہنچا ئیگا - بوقت شب شعار مقرر ہوکر
ہر ایک سردار کو اُس سے اطلاع دیگئی - سب غازی بلا امتیاز مراتب مثل پروانہ آپکے گرد اگرد بستر ے کرکے سو رہے
بوقت تہجد سارے لشکر نے اُٹھ کر نماز پڑھی اور حضرت کی دُعا میں شریک ہوئے - بعد طلوع آفتاب سردار سید محمد خان
برادر خورد امیر دوست محمد خان بہت سے آدمیوں کے ساتھ آپکی بیعت سے مشرف ہوئے ٭

جب آپکے ارادے اور جمعیتِ لشکر کی خبر دربار لاہور کو پہونچی تو سردار بُدھ سنگھ مع دس ہزار لشکر کے
آپ کے مقابلے کے واسطے بھیجا گیا - اِس سردار نے بمقام اکوڑہ جو نوشہرہ سے بقدر سات آٹھ کوس کے ہے اپنا
لشکر گاہ کیا - لشکر مجاہدین اور لشکر سکھوں کے بیچ میں دریائے لُنڈہ حائل تھا ٭

سید صاحبؒ نے جدال و قتال شروع کرنے سے پہلے ایک اعلام نامہ تحریری دربار لاہور کو حسب قاعدہ شریعت
اِس مضمون کا بھیجا (۱) یا تو تم اسلام قبول کرو اُسوقت ہمارے برابر ہو جاؤ گے اور ہم بجائے جنگ و جدال کے ہر طرح سے تمہاری
اعانت کرینگے - جبراً کسی کو داخل اسلام کرنیکا حکم نہیں ہے - اگر بخوشی خود تم کو اسلام منظور نہ ہو تو (۲) دوسری شرط
یہ ہے کہ تم اپنے دین و مذہب پر قائم رہ کر ہماری اطاعت اختیار کرکے جزیہ دینا قبول کرو اِس حالت میں بھی جبتک
تم مطیع رہوگے ہم تمہارے جان و مال کی حفاظت مثل اپنے جان و مال کے کرینگے - (۳) اور اگر یہ دونوں امور مذکورہ
بالا تم کو منظور نہ ہوں تو پھر جنگ کے واسطے تیار ہو جاؤ - اور یہ بھی یاد رکھو کہ گو ہم اسوقت تعداد میں تھوڑے ہیں
مگر ملک یاغستان اور سارا ہندوستان راہِ خدا میں جان دینے کو تیار ہے - اور ہم لوگ موت شہادت کو ایسا
دوست رکھتے ہیں جیسا تم شراب کو - دربار لاہور نے براہِ نخوت اِس اعلام کا کچھ جواب نہیں دیا - بلکہ قاصد آورندۂ
اعلام کو دربار سے نکلوا دیا - اِس سبب سے اب جنگ کی تیاری شروع ہوئی ٭

سردار بُدھ سنگھ نے شمشیر نامی ایک مسلمان کو بطمع زر اپنا جاسوس مقرر کرکے سید صاحب کے لشکر میں واسطے
جاسوسی اور لانے خبروں کے بھیجدیا - قندھاریوں کی ایک جماعت نے جو قریب دو سو آدمی کے آپ کے لشکر میں اُس
جاسوس کو گرفتار کرکے سید صاحبؒ کے حضور میں حاضر کیا - جب سید صاحبؒ نے بوقت شب تنہائی میں اسکو لیجا کر پوچھا
تو اُس نے صاف صاف کہدیا کہ مجھ کو سردار بدھ سنگھ نے جاسوس مقرر کرکے بھیجا ہے - مگر اب میں بُری نیت سے تائب
ہوکر حضور کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں - اور اِسوقت کے بجائے جاسوسی لشکر اسلام کے میں لشکر کفار کی خبریں
حضور میں لایا کرونگا - چونکہ آپ کے مزاج میں رحم بھرا ہوا تھا آپنے اُسکو معاف کرکے معرفت اللہ بخش خان
جمعدار بوقت شب طرف لشکر سردار بدھ سنگھ کے صحیح و سلامت واپس بھجوا دیا - دوسرے دن صبح کو امیر خان
سردار قوم خٹک رئیس اکوڑہ سید صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوا پہلے اُسنے سید صاحبؒ کے ہاتھ پر بیعت کی پھر عرض کیا
کہ خواص خان پسر فیروز خان میرا بھتیجا جو مدت سے میرا مخالف ہے سردار بدھ سنگھ کو ترغیب دیکر چڑھا لایا ہے
سردار مذکور اکوڑہ میں مقیم ہے اور اُسکا ارادہ ہے کہ ملک سمہ میں اگر لشکر اسلام سے جدال و قتال شروع کرے
سو سردار بدھ سنگھ کا ملک سمہ میں بڑھ کر آنا خوب نہیں ہے بلکہ مصلحت وقت یہ ہے کہ اگر بندگان عالی کے نزدیک مناسب ہے
تو لشکر اسلام پیش قدمی کرکے دریائے لُنڈہ سے پار اُتر کر اُسکے آگے بڑھنے کو مانع ہو - اِس مصلحت کو سید صاحبؒ نے پسند